اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

زنانہ اخبار
مہینے میں دو بار

نمبر ۲۰ جلد ۹

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر۔ نذیر احمد افریقی

چندہ سالانہ دو روپئے ۸ آنے

یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء | ۲ رجب ۱۳۵۴ھ

مضامین

جلسہ سالانہ کی آمد آمد	۳-۶
محروم کو حقارت سے مت دیکھو	۷-۱۱
گورنمنٹ کا گرمیوں کا پایۂ تخت شملہ	۱۱-۱۵
رپورٹ ہائے لجنات اماء اللہ	۱۵-۱۸
وصیتیں اور اعلان	۱۸-۲۰

شکریۂ اعانت اور گذارش

محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم وائس پریذیڈنٹ لجنہ اماءُ اللہ قادیان نے تین نئے خریدار مہیا فرماکر اور اُن کا چندہ ارسال کرکے مصباح کی امداد فرمائی ہے۔ جسکا ہم شکریہ ادا کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُنہیں اور لجنہ اماء اللہ قادیان کو بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق دے۔ اور اُن کی اور دیگر عہدیداران لجنات کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ نئے خریداروں کے حصول کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں ؛

اِس موقعہ پر ہم خریداران مصباح کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ مصباح کی موجودہ مالی حالت اسبات کی مقتضی ہے۔ کہ جن خریداروں نے دُوسری بار "وی۔ پی" واپس کرکے اپنے اخبار کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ وہ فوری طور پر پچھلے سال کا بقایا اور سال رواں کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرکے اس نقصان کی تلافی کریں۔ اور جن خریداروں کے ذمہ دو سال یا زیادہ کا بقایا تھا۔ اور متعدد بار اُنہوں نے "وی۔ پی" واپس کر دیا۔ لیکن اخبار بدستور لیتے رہے۔ اب مجبوراً ہم نے اُن کے نام مصباح بند کر دیا ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ بقایا کی ادائیگی کی اخلاقی ذمہ واری سے وہ عند اللہ سبکدوش نہیں ہوسکتے کس قدر افسوس کی بات ہے، کہ بجائے اسکے کہ نئے خریدار پیدا کرکے ہماری امداد فرمائی جائے۔ بعض احباب مہینوں بلکہ سالوں تک اخبار لیتے رہتے ہیں۔ مگر قیمت کی ادائیگی کا خیال تک نہیں آتا ؛ (مینجر)

مضمون نگار خواتین

(۱) جیسا کہ پہلے متعدد بار عرض کیا جاچکا ہے۔ کاغذ کو درمیان میں شکن ڈالکر اسکے دائیں کالم میں مضامین خوشخط لکھے جائیں اور بایاں کالم خالی رہنے دیا جائے۔ لیکن اسطرف بہت کم توجہ فرمائی گئی ہے۔ اِس امر کو ملحوظ نہ رکھنے کیوجہ سے جو مضامین یا رپورٹیں اخبار میں درج نہیں ہوسکیں یا آئندہ نہ ہوسکیں اُن کی ذمہ واری ہم پر نہیں ہوگی ؛

(۲) رپورٹوں میں نام لکھتے وقت خاص طور پر صحت کا اہتمام کیا جائے۔ کیونکہ غلط نام شایع ہوجانے کیوجہ سے بہت سی خواتین کو جائز شکایت کا موقعہ ملتا ہے۔ بلکہ مضمون لکھکر ایک دن بعد یا اگر وقت نہ ہو۔ تو اُسی دن نہایت غور سے اُسے دوبارہ پڑھ کر درست کرلیا جائے ؛

(۳) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نام لکھتے وقت ہمیشہ دُعائیہ جملے ساتھ لکھے جائیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص نہایت ہی بدقسمت ہے کہ اُسکے سامنے میرا ذکر کیا جائے: اور وہ مجھ پر درُود نہ بھیجے ؛ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دار الامان مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء

جلسہ سالانہ کی آمد آمد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کا انتظام اب پھر شروع ہونیوالا ہے۔ سال کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور نواں ماہ گذر رہا ہے۔ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے جو رقم جماعتوں کے لئے مناسب تھی۔ وہ مشاورت گذشتہ پر پیش ہونیوالے بجٹ میں مقرر کردی گئی تھی۔ اور یہ خیال تھا۔ کہ چونکہ احباب کو جلسہ کے قرب میں اپنے سفر خرچ وغیرہ کے اخراجات بھی اٹھانے پڑتے ہیں۔ اِس لئے یہ جلسہ سالانہ کا چندہ بھی شروع سال سے وصول کیا جاوے۔ تاکہ نومبر تک یا اس سے پہلے کل اخراجات کا سامان پورا ہو جائے۔ بعض دوستوں نے اسکے مطابق چندہ بھیجا بھی ہے۔ لیکن ان کی تعداد نہایت ہی کم ہے۔ منتظمین جلسہ سالانہ کی بڑی ضرورت ہمیشہ سے یہ ہوتی ہے۔ کہ انہیں انتظام کیلئے کافی وقت پہلے روپیہ ملجائے۔ تا انتظام گراں نہ پڑے۔ اور ہماری موجودہ مالی حالت بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ انتظام کو اچھا رکھتے ہوئے اخراجات میں جسقدر بھی کمی ممکن ہو۔ وہ ضرور کیجایا کرے لیکن یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ انتظام کرنیوالوں کے ہاتھ میں وقت پر روپیہ آجاوے۔ اسلئے اِس تحریک کے جواب میں چندہ بھیجنے والے دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ چندہ بھیجتے ہوئے یہ بات بھی مدنظر رکھیں۔ کہ انکا چندہ جلد بھیجنا انکے چندہ کی مالی قیمت بڑھا سکتا ہے۔ کیونکہ وقت پر روپیہ ہاتھ میں آ گیا ہو۔ تو بعض سودے دس بیس فیصدی بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ فائدہ کے ساتھ کئے جاسکتے ہیں۔

روحانی برکات کی بارش کا زمانہ

ہمارا جلسہ سالانہ کیا ہے۔ گویا روحانی برکات کی بارش کا موسم ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانیوالے اسی طرح فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ جیسے عقلمند زمیندار موقعہ کی بارش سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

جلسہ پر آنیوالے بزرگ حتی الوسع اس موقع کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ جو پہلی دفعہ آئیں وہ بار بار آتے رہنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور اس سے پہلے نہ آنیکا افسوس کرتے ہیں۔ ہمارے جلسہ کے فوائد بھی جو جماعت کو پہنچتے ہیں۔ وہ بارش کے فائدوں کیطرح اَن گنت ہیں۔ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جسطرح بارش سے مخلوق کی زندگی وابستہ ہے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے وسیع فوائد کیساتھ ہماری جماعتی زندگی کا بہت بڑا تعلق ہے۔ وسیع روشناسی جماعت کے افراد میں جلسہ سالانہ پر ہی ہوتی ہے۔ پرانی ملاقاتیں تازہ اور

مضبوط ہوتی ہیں۔ بہت سے نئے تعلقات اور نئے رشتے قایم ہوتے ہیں ❖

اِس رُوحانی برادری کی کثرت اور اخلاص کا نظارہ احمدی افراد کے حوصلے بڑھاتا ہے جسکی وجہ سے اخلاص میں ترقی کرنیکے لئے انکے دلوں میں مسابقت کا ایک جوش موجزن ہو جاتا ہے ❖

ہونہار نئی پود کی نشوونما کو اس قسم کے قومی نظاروں سے بہت فائدہ پہنچتا ہے ❖

پھر سب کا ملکر امام وقت کی اقتداء میں دُعا کرنا ایک ایسا قلبی اثر پیدا کرتا ہے۔ کہ انسان آن کی آن میں کچھ کا کچھ بنجاتا ہے۔ دُنیاوی اثر اور طبیعت کے بیجا لگاؤ اور دل کے نامناسب رجحانات اور اس قسم کے ہزاروں قلب کے مَیل جلسہ کے نظاروں اور جلسہ کی پاک صحبتوں اور ملاقاتوں اور وعظ نصیحت کے سُننے اور دُعاؤں میں شامل ہونیسے پاک ہو جاتے ہیں ❖

مختلف حالات میں گذرنے سے جو ایمانی قبلہ نما کی سوئی کا رُخ کچھ بدلتا ہے وہ جلسہ سالانہ پر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک ذریعہ ہے۔ کہ ہر سال ہزاروں احمدی اپنی اصلاح کر کے دُور دُور ملک میں پھیل جاتے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کا موجب بنتے ہیں ❖

اِسطرح مرکز سے جاری ہونیوالا فیض جلسہ میں شریک ہونیوالے افراد تک محدود نہیں رہتا بلکہ کسی نہ کسی رنگ احمدی جماعت کے افراد میں ہر جگہ پہونچ جاتا ہے ❖

غرض جلسہ کے کثیر فوائد اور لاتعداد فیوض کا بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ اور نہ میرا یہ فرض ہے۔ کہ ان فوائد کو میں جماعت کے سامنے پیش کروں ❖

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے ہر سال منعقد کرنے اور اسکے کامیاب بنانے میں سعی کرنے کیلئے تاکید فرمائی ہے۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں جلسہ سالانہ کے اغراض اور مقاصد کئی دفعہ جماعت کے سامنے پیش ہو چکے ہیں۔ اور چونکہ جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور نئے لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اسلئے پھر بھی انکا اعادہ نظارت دعوت وتبلیغ ونظارت ضیافت کی طرف سے انشاءاللہ برابر ہوتا رہیگا میرا فرض ہے کہ میں جلسہ سالانہ کی اہمیت کو یاد دلا کر جماعت کے سامنے جلسہ سالانہ کے اخراجات جلد بہم پہنچانیکی تحریک کروں۔ اور احمدی افراد کو انکے اس فرض کے ادا کرنیکی طرف توجہ دلاؤں جو ہر سال ان ایام میں بالخصوص انکے ذمہ عائد ہوتا ہے ❖

جلسہ سالانہ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ہر دل میں اپنی کشش خاص رکھتا ہے جسکا اظہار جہاں اور طریقوں سے ہوتا ہے۔ وہاں چندہ جلسہ سالانہ کے ادا کرنے میں بھی ہوتا ہے مثلاً قادیان کی جماعت کا خیال ہے۔ کہ چونکہ جلسہ سالانہ قادیان میں ہوتا ہے۔ اسلئے قادیان کی جماعت ہی اسکا سارا خرچ اُٹھائے۔ اور جلسہ میں شریک ہونیوالے مہمانوں کو اپنا ہی مہمان بنائے لیکن اگر سارا خرچ نہ اُٹھا سکے تو مہمانوں کے کھانے کا خرچ اپنے ذمے لے لے۔ اور انکی اگر گنجائش نہ ہو تو کم از کم آٹے کا خرچ جو کھانے کا جزو اعلیٰ ہے ضرور اپنے ذمے لے ❖

غرض جلسہ سالانہ کی یہ ایک خاص کشش ہے جو قادیان والوں کے دلمیں جوش پیدا کر رہی ہے۔ کہ جس طرح ہو۔ یہ جلسہ

سارے کا سارا ہمارے ہی ذریعہ تکمیل پائے۔ چندہ تو وہ ایک خاص رقم پوری کرنیکے لئے جمع کرتے ہیں مگر انکے دلمیں یہ آرزو کام کر رہی ہوتی ہے۔ کہ کاش ہم سارا خرچ ہی اُٹھا سکتے۔ اسیطرح ایک اور جماعت کوئی خاص خرچ لیکر میزبانی کے کچھ فرائض اپنے ذمہ لے لیتی ہے اور تمام اخراجات جلسہ سالانہ اس طرح مختلف جماعتوں اور افراد پر تقسیم ہو سکتے ہیں غرض جلسہ سالانہ کی خاص کشش چندہ دینے والے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور وہ عام طور پر اخراجات میں حصہ لے لینا کافی نہیں سمجھتا۔ وہ چاہتا ہے کہ اسکی طرف سے کوئی کام معین طور پر بھی نظر آئے۔ وہ جائے اور دیکھے کہ فلاں کام میرے روپیہ سے ہو رہا ہے۔ اور دوسرے دیکھیں کہ وہ کام اسکی طرف سے ہو رہے ہیں۔ روشنی کا انتظام اپنے خرچ سے چلانیوالے آئیں اور جلسہ کے لیمپ اور لالٹینیں دیکھکر خوش ہوں۔ اور پانی کا خرچ اپنے ذمہ لینے والے آئیں اور ہر طرف ماشکیوں کو دوڑ دوڑ کر پانی لیجاتے دیکھکر خوش ہوں۔

پس یہ جلسہ سالانہ کی خاص کشش کام کر رہی ہے۔ کہ ہر چندہ دینے والا کسی نہ کسی طرح قریب سے قریب تر ہونا چاہتا ہے۔ وہ پیچھے سے چندہ دیکر تاریکی میں نہیں رہنا چاہتا۔ وہ آگے آنا چاہتا ہے اور اپنے انتظام کے پاس کھڑا ہو کر نظر آنا چاہتا ہے۔

یہ طریقہ پہلے کچھ مرتبہ جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت کی تحریک پر شروع کیا گیا تھا لیکن اب کچھ عرصہ سے مرکز کیطرف سے اس قسم کی تحریک نہیں ہوتی مگر جماعتوں میں جلسہ سالانہ کی کشش خاص موجود ہے۔ اور جماعتی اور انفرادی رنگ میں وقتاً فوقتاً اسکا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ جلسہ کے وقتی خرچ کے علاوہ مستقل امداد بھی بعض دوستوں نے دی ہے چنانچہ ایک صاحب لالٹینوں کی چمنیاں جلسہ سالانہ کے لئے دیا کرتے تھے۔ اور اس سال بہت سے دوستوں نے دیگیں اپنی طرف سے مہیا فرمائی ہیں۔

جلسہ سالانہ کی کشش خاص کا اس طرح بھی اظہار ہوتا ہے کہ بعض افراد اپنی بعض خاص آمدنیوں کو اسکے خرچ کیلئے دیدیتے ہیں۔ ایسے چندے ہر سال اس خرچ میں مختلف افراد کے ذریعہ اور بالخصوص مستورات کیطرف سے آتے رہتے ہیں لیکن اسکی یہ صورت ابتک ریکارڈ پر نہیں آئی ہے۔ کہ کسی نے اپنی کسی خاص آمدنی کو جلسہ سالانہ کے خرچ کیلئے وقف کر کے ہمیں اطلاع دیدی ہو۔ مگر جب اپنی پاس کے خاص طور پر جمع شدہ روپیہ کو چندہ جلسہ سالانہ میں تحریک کے وقت دیدیتے ہیں تو یہ بات مشکل نہیں ہے۔ کہ بچوں اور عورتوں اور مردوں کے خاص چندے ریکارڈ میں لائے جائیں۔ اگر احباب خاص طور پر دی ہوئی رقوم سے اطلاع دینگے تو اخبار میں اعلان ہو کر اسکا ریکارڈ بھی آئندہ نسلوں کے لئے تیار ہوتا جائیگا۔ جلسہ سالانہ کی کشش احمدیوں کے دلوں میں بالخصوص جلسہ کے ایام میں رچی ہوتی ہے۔ اور مختلف طریق سے ظاہر ہوتی ہے۔ لوگ فرداً فرداً اور ٹولیاں بنا بنا کر اور پرانے آنیوالے نئے آنیوالوں کو ساتھ لیکر ایک نشہ میں ڈوبے ہوئے رنگ میں ادہر اُدہر پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور ہر چیز کو دیکھ اور دوسروں کو دکھا کر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں

اس سال کے جلسہ سالانہ کی خصوصیات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کیمطابق مومن کے دو دن برابر نہیں ہونے چاہئیں یعنی مومن کے امتیازی اوصاف میں سے یہ بھی ہے۔ کہ وہ روزانہ ترقی کرتا ہے۔ یہی حال مومنوں کی جماعت کا ہے۔ چنانچہ سلسلہ احمدیہ ہر وقت ترقی کر رہا ہے۔ لیکن یہ مسلسل ترقی کی رو کچھ عرصہ کے بعد ایک نیا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ اب سلسلہ کی ترقی کا نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ پہلے مخالفت کی شدت کہیں کہیں ہوا کرتی تھی۔ اور احمدی مختلف مقامات پر مخالفین کی دلآزاری اور دکھ دہی اور ظلم و ستم کا نشانہ بنا کرتے تھے۔ اور اگرچہ یہ کہنا بھی صحیح ہے۔ کہ کوئی ایک احمدی

بھی ایسا ملنا مشکل ہی جسے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے میں سخت تکلیفوں کا سامنا نہ ہوا ہو۔ لیکن وہ مخالفتیں ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں۔ اسلئے انکا مقابلہ بھی علیحدہ علیحدہ مقامات پر ہوا کرتا تھا لیکن اب مخالفتوں نے ایک منظم صورت اختیار کر لی ہی۔ اور مرکز سلسلہ کو اپنی ایذا رسانیوں کیلئے نشانہ بنایا ہی۔ اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ذات اور آپکے پاک خلیفہ کی ہتک و توہین کرنے میں سر توڑ کوشش جاری ہی۔ یہ دونوں شرارتیں ایسی ہیں جن سے ہر احمدی کا سینہ سخت زخمی ہو رہا ہی۔ اور احمدی خواہ کسی جگہ ہوں مرکز میں دشمنوں کی یہ شرارت دیکھتے ہوئے چین نہیں پا سکتے ؛

دوسری بات جو پہلے نہ تھی۔ وہ حکام وقت کا موجودہ رویہ ہی۔ پہلے ہمارے دشمنوں کو کبھی کبھی سرکاری افسران کیطرف سے چشم نمائی بھی ہو جاتی تھی۔ اور اس طرح وہ اپنی شرارتوں میں حد سے گذر جاتے اور نہ شرارتوں کا سلسلہ کسی نظام میں زیادہ عرصہ تک لگاتار قائم رہ سکتا تھا لیکن اب مخالفت کی تنظیم سے گورنمنٹ بھی دب گئی ہی۔ موجودہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ نے احراریوں کو روکنے کی بجائے انکی ہمت افزائی کی ہی۔ انہوں نے یہ فیصلہ ہر جگہ شائع کیا ہی۔ ہندوستان سے باہر تک اسکو پھیلایا ہی گو اس فیصلہ کیخلاف گورنمنٹ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے ہائیکورٹ میں اپیلیں دائر ہو گئی ہیں۔ اور یقین کامل ہی کہ وہ ناواجب زیادتیاں جو اس فیصلہ میں کسی نہ کسی طرح داخل ہو گئی ہیں ضرور اس فیصلہ سے نکال دیجائینگی لیکن سلسلہ عالیہ احمدیہ کیخلاف جو زہر اس فیصلہ کے ذریعہ پھیلایا جا چکا ہے اسکے ازالہ کیلئے جماعت کی خاص کوشش درکار ہے۔ ان خاص دقتوں کے مقابلہ کیلئے اس سال جماعت کو بھی خاص جد وجہد کرنی پڑی ہی اور جماعت کے سامنے اب وہ زمانہ آگیا ہی جسمیں ہر ایک احمدی کو اپنے اقرار بیعت کی پابندی پوری طور سے کرنے کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک سال پہلے نہایت واضح طور پر جماعت کے سامنے آنیوالے خطرات کو پیش فرما چکے۔ اور اقرار بیعت کو تازہ کر چکے ہیں۔ اور تحریک جدید کے جواب میں نہایت شوق سے لبیک کہکر جماعت نے بھی آیندہ قربانیوں کیلئے طیار ہو جانے کا ثبوت دیدیا ہی۔ لیکن وہ آنیوالے خطرات اب آچکے اور واقعات بن گئے ہیں اور جماعت پر اب یہ بات روشن ہو چکی ہی۔ کہ جماعت کو اپنے امن کیلئے بھی خود ہی کوشش کرنی پڑیگی۔ اور سیاست سے وہ علیحدگی جو ابتک جماعت احمدیہ برت رہی تھی چھوڑنی پڑیگی۔ اور ساتھ ہی منظم مخالفت کے جواب میں جماعت کو غیر معمولی قربانیاں کرنی پڑینگی۔ اور تبلیغ کیلئے بھی پہلے سے کہیں زیادہ جد وجہد کرنیکی ضرورت ہوگی ؛

پس اس سال جلسہ سالانہ میں جماعت احمدیہ کے افراد جسقدر زیادہ سے زیادہ آسکتے ہیں آئیں اور اس سکیم اور تجویز کو خود سنیں جو جماعت میں اس نئے دور کیلئے جاری ہوئی ہے۔ اور عمل کرنے کیلئے ایک تازہ روح اور جوش لیکر واپس جائیں ؛

شرح چندہ

ہر شخص کی ایک ماہ کی آمدنی پر ۱۵ فیصدی چندہ جلسہ سالانہ ایک یا دو یا تین قسطوں میں وصول کیا جائے۔

جو دوست زمیندار ہیں۔ یا انکی آمدنی سالانہ جمع ہو کر انہیں ملتی ہی۔ انکو چاہیئے کہ اپنی سالانہ آمدنی کو بارہ پر تقسیم کرکے اسکا ۱۵ فیصدی ادا کردیں

یہ چندہ جلسہ سالانہ ہر احمدی کے ذمہ ہے۔

جو دوست جلسہ سالانہ کی خصوصیات سے متاثر ہو کر اس سے زیادہ چندہ دیں یا بجائے تین اور دو قسطوں کے ایک ہی قسط میں پہلے ادا کردیں۔ وہ دوست خصوصیت کے مستحق ہیں ایسے دوستوں کے نام اخبار یا کسی رپورٹ میں شائع کئے جاسکتے ہیں۔ بہتر یہی ہی کہ جو دوست ایک ہی وقت میں چندہ دے سکتے ہوں وہ ایک ہی قسط میں چندہ ادا کردیں۔ اس سال بھی مثل سال گذشتہ کے یہ قسط بجائے ۲۰ فیصدی کے ۱۵ فیصدی رکھی گئی ہے۔ تا سب دوست اسمیں حصہ لیں۔ چونکہ باقاعدگی بڑھنے کیساتھ چندہ کی شرح کم ہو سکتی ہی۔ اسلئے اس سال اس شرح کو کم کر دیا گیا ہی۔ جو دوست اپنے خاص شوق سے زیادہ دینگے تو انکا چندہ شکریہ کیساتھ لیا جائیگا۔ لیکن جماعت کے عہدہ داروں کو چاہیئے۔ کہ وہ سعی فرمائیں۔ کہ چندہ ہر ایک سے وصول ہو کر مجموعی رقم میں کمی نہ آنے پائے۔ وباللہ التوفیق واللہ المستعان ؛

ناظر بیت المال

محروم کو حقارت سے مت دیکھو

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے:- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (پ ۵ ع ۳) اے میرے پیارے ارضِ حجاز میں جلوہ افروز ہونے والے ہادی۔ اعلان کر دے۔ کہ وہ مالک حقیقی جو تمہارا سب کا خالق ہے۔ اور بڑا رحیم اور بڑا ہی کریم ہے لیکن صرف عاجزی کرنے والے بندوں کے لئے۔۔۔ وہ متکبر کو۔۔ دوست نہیں رکھتا۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر انسانی عادات میں سے اسے سب سے ناپسند کوئی عادت ہے۔ تو تکبر کی۔ کیونکہ دنیا کی ساری بدیوں کو جمع کر کے ان کی ابتدا کو تلاش کرو۔ تو بلا مبالغہ سب کا آغاز اس بدخصلت سے ہوگا۔ اور یہی سب کا منبع اور سب کا بیج ہوگا۔ ورنہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک انسان عاجزی کر رہا ہو۔ اور پھر خدا جو ایک بچے کی والدہ سے بھی زیادہ رحیم ہے۔ اُسے اپنی شفقت کے پہلو سے دور کر دے۔ سو یاد رکھو کہ تکبر ایک معمولی چیز نہیں۔ مَیں سچ کہتی ہوں۔ کہ اگر نسل انسانی کے لئے روحانی لحاظ سے کوئی مہلک مرض ہے۔ تو تکبر کی۔ مزید براں اس کا اثر صرف اس دنیا تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ جو بھی اپنی شور بختی سے اسمیں قدم ڈال دیتا ہے اسکے لئے دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی رحمتوں کے دروازے مسدود ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بالکل اُس دھوبی کے کُتے کیطرح ہو جاتا ہے جو نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ پس کیا ہی بُری زندگی اُس شخص کی ہے۔ جو ایسے لوگوں کی مانند ہو جاوے جو

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

قرآن کریم نے اسے معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دیا۔ بلکہ سب سے پہلے اس کا سبق تلاوت کرایا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے قصہ کا ذکر کیا جو محض اور محض اسلئے تھا۔ کہ اے انسان اگر تو مرتبہ یا قربِ خدا چاہتا ہے۔ تو تکبر کو چھوڑ دے۔ ورنہ دیکھ تجھ سے پہلے ابلیس نے کیسی زبردست اور عبرتناک مثال قائم کی ہے۔ اور یہی وہ لاعلاج ہلاکت ہے جو انسانوں کو اپنی سبزہ زاری اور شادابی پر فریفتہ کر کے اپنے جال میں گرفتار کر لیتی ہے پس کیا ہی نادان وہ انسان ہے جو ابلیس کی سابقہ اور موجودہ حالت سے جانب نصیحت گامزن نہ ہو۔ کیا آج ہر ایک شخص خواہ وہ کسی مذہب کی زنجیر کو گلے کا ہار تصور کئے ہوئے ہو وہ ابلیس کو بلقب لعین نہیں پکارتا؟ یقیناً یقیناً وہ لعین یا لعنت کا لفظ پہلے کہیگا۔ اور ابلیس کا نام بعد میں لیگا۔ اور کیا یہ عین رضاء مولا نہیں۔ جس نے کہ خود اسے یہ خطاب دیا

ہے؟ پس جبکہ یہ سب کچھ درست ہے۔ اور ایک ایسی ہستی کے متعلق ہے جسے کہا جاتا ہے کہ وہ ملائکہ کی فوج کا ایک نامی فرد تھا۔ تو وہ کونسی غلطی ہی جو اُسے محبوبِ الٰہی کے رتبہ سے نکال کر کوسوں دُور پھینک گئی۔ کیا وہ ابیٰ واستکبر کا فعلِ شنیع اور لا علاج ٹیکہ نہ تھا۔ اور کیا پھر اُس پر اصرار کرنے کی بد خصلتی نہ تھی؟

پس آج محض اور محض اس غلطی نے اُسے دربار الٰہی میں مردود کا خطاب دیکر نکال دیا۔ آج اُس پر بارش کی طرح لعنت کا برساؤ ہوتا ہے۔ لیکن کوئی نہیں جو اُس کا یار و مددگار ہوسکے۔

پس میں اسجگہ اپنی معزز بہنوں کیخدمت میں مؤدبانہ عرض کرتی ہوں۔ کہ ذرا سوچیں تو سہی وہ فرشتہ* تھا۔ اُس کا یہ حال ہے۔ تو ہم تو انسان بتلائے نسیان ہیں اور دن رات گناہوں کا سمندر ہماری گرداگرد موجیں مارتا ہے۔ ہم کس گنتی اور شمار میں ہونگی اور ہمیں قدم رکھنے کی کہاں گنجائش ہوگی

. . . .

. . . . . . ؟

تکبر عام طور پر امراء کے احاطہ میں پرورش پاتا ہے لیکن وہ خدا جو رب العالمین ہے جس نے اگر سُورج بنایا ہے تو کافر اور مومن۔ امیر و غریب بلکہ اُس کی صفات کے منکر کو بھی اُسی طرح روشنی دی ہے جس طرح کہ ایک متقی کو۔ پس وہ جب اپنے فضل عامہ کی بارش برساتے ہوئے کسی کو بارانِ رحمت سے ممسوح کر جاتا ہے تو محض اِس لئے کہ اگر تو یہ میرا شکر ادا کرے تو میں اسپر اور بھی فضل کرتا چلا جاؤں۔ اور اگر یہ سرکشی میں منہمک ہو کر میرے رستہ کو چھوڑے تو میں اسپر حجت تمام کردوں۔ تا بوقت عذاب کوئی عذر نہ کرسکے۔

لیکن ایک انجام ناشناس انسان جب ذرا بھی تونگری کا جامہ پہن لیتا ہے۔ تو فوراً ہمچو ما دیگرے نیست کو عملی صورت پہنانا شروع کر دیتا ہے اور مفلسوں اور ناداروں کے لئے جو اُس کے تعلق دار ہوتے ہیں قیامت کا زمانہ آجاتا ہے اور یہ ڈھلتی بڑھتی چھاؤں۔ جو آج کسی کے پاس تو کل کسی کے ہاتھ اُسے ایسا اندھا کر دیتی ہے۔ کہ اُسکے وہ فدائی دوست اور بڑے بڑے جاں نثار ساتھی جو بوجہ اپنی غریبی کے اُس کی دولت سے قبل اُسکے ----- ہم نوالہ تھے آج اُس سے کوسوں دور ہیں۔ بتاؤ یہ کیوں اپنے غمخوار رفقاء سے الگ ہوگیا۔ صرف اور صرف اپنی فرعونی خصلت کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ تکبر ہی وہ بدخصلت ہے جو ہر وقت پہلو میں رہنے والی محبوب ہستیوں سے لذت آشنائی معدوم کرکے انہیں جانی دشمن بنا دیتی ہے۔

* ابلیس فرشتہ نہیں تھا۔ کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ (مصباح)

اور متکبر کی نظر حقارت اُسکے ہر ایک متعلق میں تلوار کی طرح زخم ڈالتی چلی جاتی ہے۔ . . .

. . . .

. . . .

. . . . *

بیشک تکبر کی اصل جڑھ اسباب تنعیش ہوتے ہیں۔ لیکن اسکے علاوہ ..... کئی قسم کی عادات میں بھی اس کے جراثیم پل کر جوان ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر بعض دولت پہ نازاں ہیں تو کسی کو اگر خدا نے خوبصورتی دی ہے۔ تو اسی وجہ سے وہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اسی طرح کسی کو اگر علم میں کچھ فوقیت ہو گئی۔ تو اس کی گرگابی اب زمین پر نہیں لگتی۔ علیٰ ہذ القیاس تکبر کی نشو و نما کی اور بھی کئی راہیں ہیں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ غور کرے۔ کہ وہ بڑے بڑے بادشاہ وہ بڑے بڑے متکبر بادشاہ جن کے دبدبے سے زمین کانپتی تھی کہاں گئے۔ اُن کا رعب اُن کا جلال اُن کی وہ شان و شوکت۔ جو احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ .... آج کہاں گئی۔ کیا آج وہ اُسی طرح مٹی کا ڈھیر نہیں جس طرح کہ ایک لنگوٹی باندھنے والا فقیر .... ہے۔ بلکہ فقیر کی قبر پر تو شاید کوئی ہاتھ بھی کھڑے کر دیتا ہے لیکن اُن کو تو اتنا بھی نصیب نہیں۔ میں قارون اور فرعون کی مثالوں کو پیش کرنا نہیں چاہتی بلکہ ہمارے سامنے زمانہ حال کی زار روس زارینہ اور ان کی لڑکیوں کی عبرتناک موت موجود ہے۔ پھر اس کو بھی چھوڑ دو۔ ہمارے سامنے زندہ اور چلتی پھرتی امان اللہ خان کی سبق آموز ذلت ہے۔

کیا اب بھی مجھے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ میں بہنوں سے التجا کروں کہ تکبر نہ کیا کریں۔ یہ خدا کو پسند نہیں۔

یاد رکھو اسباب تنعیش ہمیشہ نہ ہونگے۔ ہو کیا گیا۔ جو کسی رنگ میں ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک بہن دوسری بہن سے کسی بات میں فوقیت لے گئی۔ یہ تو صرف امتحان ہے۔ مجھے مضمون لکھتے لکھتے اچانک پنجابی کا ایک شعر یاد آرہا ہے:۔ ؎

سدا نہ باغیں بلبل بولے۔ تے سدا نہ عیش بہاراں

پس اُس خدا کی عطا پر مغرور ہو کر دوسروں کی تحقیر مت کرو۔ اگر خدا نے تمہیں حُسن دیا ہے۔ تو اُسپر ناز مت کرو۔ بلکہ حُسن دینے والے کا شکریہ ادا کرو۔ اسجگہ مناسب ہوگا۔ کہ ...... ایک واقعہ لکھکر اپنی بہنوں کو بتاؤں کہ عاشق مولا کا شیوہ کیا ہے۔

ایک دفعہ ایک آدمی جس کے گھر میں ہر طرح کا سامان مہیا تھا۔ بیوی بچے مال و دولت سب کچھ موجود تھا۔ اُس نے چاہا کہ میں ایک اور شادی کروں۔ جب اُس کی بیوی کو علم ہوا تو وہ فوراً برقعہ پہنکر حاکم وقت کے پاس گئی۔ اور کہا کہ اے

محافظِ امن۔ میرا خاوند دُوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ آپ اُسے روک دیجئے۔ حاکم نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ مَیں نہیں روک سکتا۔ اُس عورت نے کہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ کیا چاہتا ہے۔ جو میرے پاس نہیں۔ اسلئے جب مَیں اُس کی ہر ضرورت کو پورا کر رہی ہوں تو پھر وہ دُوسری شادی کیوں کرتا ہے۔ آپ اُسے ضرور روک دیں۔ حاکم نے پھر کہا۔ وہ مُسلمان ہے۔ اور ۔ ۔ ۔ خدا نے اُسے چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اِس لئے مَیں اُسے منع نہیں کر سکتا۔ اُس عورت نے کہا۔ مَیں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ جیسی ۔ ۔ ۔ ۔ خوبصورت اور عاقل میری اولاد ہے ویسی وہ کسی جگہ سے حاصل نہ کر سکیگا۔ اور اگر وہ مال کی خواہش کرتا ہے تو مال میں بھی کوئی عورت اس زمانہ میں میرا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ اور اگر وہ حسن کو چاہتا ہے۔ تو میرے جیسی خوبصورتی اسے ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔ اگر دُنیا میں کوئی خوبصورت سے خوبصورت عورت ہو گی تو مجھ سے یقیناً کم ہو گی پس مَیں پھر عرض کرتی ہوں۔ کہ اُسے منع کر دیں۔ وہ دوسری شادی نہ کرے۔ حاکم نے کہا۔ بیشک تو سب کچھ صحیح کہتی ہے۔ لیکن مجھے شریعت حکم دیتی ہے۔ کہ اُسے منع نہ کروں اس لئے میں اُسے روک نہیں سکتا۔

جب اُس عورت نے ساری باتیں کہہ دیں اور مایوس ہو گئی۔ تو فوراً بر سرِ عدالت حاکم کے سامنے نقاب اُٹھا دیا۔ قریب ایک صوفی بیٹھا ہؤا تھا۔ جو اُس عورت کو دیکھکر پہلی نظر سے ہی بیہوش ہو گیا۔ اُس کے ہوش میں لانے کی کوشش کیگئی۔ اور جب وہ ہوش میں آگیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ بس دیکھ لیا تیرا تقویٰ اور تیری طہارت۔ کہ ایک عورت ایک منٹ بھی تو نہ دیکھ سکا۔ اُس نے کہا۔ ہائے افسوس تمہاری عقلوں پر۔ تم نے میرے متعلق بدظنی کا پہلو کیوں لیا۔ کاش تم مجھ پر حسن ظنی کرتے اور یہ الزام لگانے سے اپنے تئیں بچاتے۔ سنو اور گوش ہوش سے سنو کہ مَیں عورت کے حُسن کو دیکھ کر بیہوش نہ ہو گیا تھا۔ بلکہ اُسے دیکھکر میرا خیال اس طرف گیا کہ اگر اس عورت کو اپنے حسن پر کتنا ناز ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو وہ خدا جس نے اسے یہ حسن عطا کیا ہے وہ کتنا بڑا حسین ہو گا۔ پس مجھے میری محبوب کے حُسن کا آج پتہ لگا۔ جس کی وجہ سے مَیں بیہوش ہو گیا۔ مَیں نے اِس حُسن سے اُس حُسن کی کان کا تصوّر کیا۔ پس مَیں نے فیصلہ کیا کہ اے حُسن پر مرنے والو۔ سب سے زیادہ حسین تو میرا محبوب ہے۔ پس جو کچھ بھی کسی پر فضل ہے۔ یہ سب اُس لازوال حسن اور ہر قسم کی خوبیوں کے مالک کی عطا ہے۔ اگر کسی قسم کی خوبی ہم میں ہو تو

اسمیں اپنی بڑائی نہ دیکھیں۔ بلکہ تمام خوبیوں کے پیدا کرنے والے کیطرف نگاہ کریں۔

میں پھر آخر میں اپنی بہنوں . . کی خدمت میں مؤدبانہ التجا کرتی ہوں۔ کہ ہم دُنیا میں خدا کے فضل سے ایک ممتاز جماعت ہیں۔ ہمیں ہر ایک مرض سے الگ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری چھوٹی سی بات پر بھی دشمن انگشت نمائی کریگا۔ اور میں خدا سے دعا کرتی ہوں۔ کہ اے مولیٰ ہم ناچیز ہیں حقیر ہیں۔ اگر تیرا فضل نہ ہوگا۔ تو ہم ہرگز نہیں بچ سکتیں۔ تو ہی ہمیں بچا اور ہمارا ہر رنگ میں یار و مددگار ہو۔ اور ہمیں ہر ایک بیجا تکبّر اور بے جا ناز سے بچالے۔ آمین ثم آمین۔

میں یہ نہیں کہتی کہ ہر ایک قسم کا ناز بُرا ہے۔ بلکہ کئی خصلتوں اور نیک عادتوں پر ناز کرنا اچھّا ہے۔ بشرطیکہ دوسروں کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ناز کے متعلق ایک شعر جس میں کسی نے اپنے عشق الٰہی پر ناز کیا ہے۔ مجھے یاد آرہا ہے۔ جسے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتی ہوں ؂

قاری کو اپنی حسنِ قراءت پہ ناز ہے
شاعر کو اپنے حسنِ طلاقت پہ ناز ہے
کیونکر کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل
مجھکو بھی پیاری تیری محبت پہ ناز ہے

(خاکسارہ مبارکہ شوکت بنت بابو عبد اللطیف صاحب مرحوم)

گورنمنٹ آف انڈیا کا گرمیوں کا پایۂ تخت شملہ

یوں تو میں شملہ کئی بار آیا مگر اسدفعہ جس روز قادیان سے روانہ ہونے والا تھا۔ ایڈیٹر صاحب مصباح ملے۔ اور مضمون لکھنے کا ارشاد ہوا۔ مَیںنے عرض کیا۔ آج تو میں شملہ جارہا ہوں۔ وہاں جاکر تعمیل ارشاد کی کوشش کروں گا۔ شملہ پہنچا تو خیال آیا۔ کیوں نہ اس سیر میں ناظرات مصباح کو بھی شریک کرلوں۔

بیس ۲۰ جولائی کو قادیان سے روانہ ہوا۔ اکیس ۲۱ کی صبح کو کالکا پہنچا۔ کالکا سے چھوٹی لائن شروع ہوجاتی ہے۔ یہ لائن انجینیرنگ کے کمال کا نہایت اچھا نمونہ ہے۔ یہاں سے شملہ ساٹھ میل ہے۔ راستہ میں ایکسو ستا ۱۰۷ سرنگیں ہیں۔ جن کی مجموعی لمبائی پانچ میل ہے۔ ریلوے لائن کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کے بنانے پر ۱۳۰۰۰۰۰ پونڈ خرچ ہُوئے تھے۔ راستہ کا نظارہ بیحد دلچسپ ہے۔

شملہ پہنچا۔ چودھری سر ظفر اللہ خانصاحب سے کچھ کام تھا۔ اُنہیں ملنے گیا۔ بیچارے معدے کی بیماری میں مبتلا صاحب فراش تھے۔ چپڑاسی نے کہا صاحب آج نہیں ملیں گے۔ مَیںنے کہا

میرا کارڈ لیجاؤ گھر میں کسی کو دیدینا۔ چودھری صاحب نے کمال مہربانی سے بلالیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا۔ یہ سب احمدیت کی برکتیں ہیں۔ اگر کوئی اور آنریبل ممبر ہوتا۔ تو اس حالت میں کہاں ملتا۔ جن صاحب کا کام تھا۔ پون گھنٹہ نہایت شفقت سے ان کی باتیں سنتے رہے۔ یہ صاحب ہندو تھے۔ چودھری صاحب کے اخلاق عالیہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

شملہ کی مختصر تاریخ

شملہ کوئی پرانا شہر نہیں۔ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا۔ یہ جگہ بالکل ویران تھی۔ جنگلی درندوں اور وحشی جانوروں کے سوا کوئی آبادی نہ تھی۔ ایک چوٹی پر جسے جاکھو کہتے ہیں۔ بندروں کے ساتھ ایک فقیر رہا کرتا تھا۔ جو راہ گذروں کو پانی پلادیا کرتا تھا۔ یہ علاقہ پہلے مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ کنتھل کی ملکیت تھی۔ بعد میں اسے انگریزوں نے خرید لیا۔ اور آہستہ آہستہ حصول صحت کیلئے لوگ یہاں آنے لگے۔ ۱۸۲۷ء میں لارڈ ایمہرسٹ پہلے گورنر جنرل یہاں تشریف لائے اور آجتک ۲۷ گورنر جنرل اور وائسرائے یہاں رہ چکے ہیں اب شملہ کی آبادی گرمیوں میں پچاس ہزار ہوجاتی ہے۔ گو سردیوں میں ویران ہوجاتا ہے۔ اور خال خال کوئی آدمی نظر آتا ہے۔ آجکل تو ہر قوم اور نسل کے آدمی یہاں نظر آتے ہیں شملہ سے بہت سے تاریخی واقعات بھی وابستہ ہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سفیر انگریزوں سے ملنے کے لئے یہیں آیا تھا۔ ۱۸۵۷ء میں غدر کے موقعہ پر یہاں کے گورکھے بغاوت پر آمادہ ہوگئے تھے۔ لوگ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر ڈر کے مارے کھڈوں میں جا چھپے مگر ڈپٹی کمشنر کی آمد سے امن و امان ہوگیا۔ ۱۹۰۵ء میں جب دھرمسالہ میں زلزلہ آیا ... تو اس کا اثر شملہ تک پہنچا ..... اور بہت سے مکانات گر گئے۔ اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے زلزلہ کوئٹہ کے متعلق اپنے اشتہار میں فرمایا ہے۔ کہ ۱۹۰۵ء والے زلزلہ کا دور دور تک اثر گیا۔ مگر قادیان کانگڑہ سے قریب ہونے کے باوجود دارالامان ہونے کی وجہ سے اس تباہی سے بچ گیا۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا انی احافظ کل من فی الدار۔

(۸ رجون ۱۹۳۴ء)

شملہ کیوں مشہور ہے

اس سوال کا جواب صرف ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ گرمیوں میں گورنمنٹ آف انڈیا کا دارالخلافہ ہے۔ کمانڈر انچیف اور گورنمنٹ پنجاب کے اکثر دفاتر بھی گرمیوں میں شملہ آجاتے ہیں۔ بہت سے نواب راجے مہاراجے بھی یہاں آجاتے ہیں۔ وہی شملہ جو آج سے سو سال پہلے بالکل ویران جنگل تھا۔ آج بیحد پر رونق شہر ہے؛

شہر کا انتظام اور مشہور عمارات

شہر کا انتظام میونسپل کمیٹی کرتی ہے۔ جس کا صدر ڈپٹی کمشنر ہے۔ صفائی کا انتظام قابلِ تعریف ہے۔ سڑکیں ایسی صاف ہیں۔ کہ ایسی صفائی کسی شہر میں میں نے نہیں دیکھی۔ چوبیس گھنٹہ بارش ہوتی رہے لیکن پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے کیچڑ کا نام نہیں ہوتا۔ سیسل ہوٹل نہایت عمدہ عمارت ہے۔ مہاراجہ بھرتپور۔ پٹیالہ۔ فریدکوٹ اور مالیر کوٹلہ نے نہایت خوبصورت کوٹھیاں بنوائی ہیں۔ وائسرائے کا محل بیحد شاندار ہے۔ لارڈ ولنگڈن کی غیر حاضری کی وجہ سے پچھلے سال مجھے اسکے دیکھنے کا موقعہ بھی ملا۔ روشنی کے لئے ایک شیشہ کی چھت بنائی گئی ہے جسکے اوپر بجلی کے بلب جلتے رہتے ہیں۔ گورنروں اور مہاراجوں کے لئے نہایت خوشنما کمرے ہیں۔ ہر ایک کمرے کو دیکھا۔ لائبریری دیکھی۔ لیڈی ولنگڈن نہایت روشن ضمیر خاتون ہیں۔ کوٹھی کا انتظام نہایت اعلیٰ اور مکمل تھا۔

آب و ہوا

یہاں کی آب و ہوا کو چار موسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ہر موسم تقریباً تین ماہ کا ہوتا ہے۔ پہلا موسم جو جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں سخت سردی ہوتی ہے۔ اور برف پڑتی ہے۔ دُوسرا موسم خشک ہوتا ہے۔ دھوپ بھی نکلتی ہے۔ تیسرا بارش کا موسم ہے۔ چوتھا موسم نہایت خوشگوار ہے۔ یہ دُنیا کا بہترین موسم سمجھا جاتا ہے۔ مئی اور جون میں قریباً ۷۳ درجے گرمی ہوتی ہے۔ جنوری اور فروری میں ۳۹ درجے۔ سال میں ۸۰ دن بارش ہوتی ہے اور قریباً ۶۳ انچ ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی پہاڑوں پر بادلوں کا منظر بے حد دلآویز ہوتا ہے۔ یہ بادل گھروں میں بھی گھس آتے ہیں۔ جس سے کپڑے پُرنم ہو جاتے ہیں۔ ستمبر کے آخر میں سب سے زیادہ خوشگوار موسم شروع ہوتا ہے۔ شکاری کاندھے پر بندوق رکھے شکار کے لئے نکل جاتے ہیں۔ شملہ کے قریب چکور کا شکار زیادہ ہوتا ہے۔ شکاریوں کے لئے یہاں بہت پابندیاں ہیں۔ اکثر شکار گاہیں اعلیٰ حکام اور راجوں مہاراجوں کے لئے محفوظ ہیں۔ جن میں وہ اور اُن کے .... احباب ہی شکار کر سکتے ہیں۔ اس وجہ سے شکار کے لئے بہت دُور جانا پڑتا ہے اور خرچ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ شکار کا موسم ستمبر سے مارچ تک ہوتا ہے۔

شملہ کی سوسائیٹی اور سوشل لائف

گورنمنٹ کے ملازمین کے علاوہ دیگر لوگ چونکہ محض سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔ اِسلئے تفریحی سامان بہت کثرت سے ہیں۔ سنیما ناچ گھر اور ہوٹل کثرت سے ہیں۔ ہر شخص کو

تفریح ہی کی دھن ہے اور خدا بھولا ہؤا ہے۔ یہاں کی عیش و عشرت دیکھکر سوچتا ہوں۔ کہ یہ لوگ بھی کبھی خدا کو یاد کرینگے۔ ہندو عورتیں مشرقی حیاء کو بھول کر بے مہابا پھرتی ہیں۔ غض بصر کے حکم پر عمل کرنے کا لطف یہیں آتا ہے۔ میرے ایک دوست کہنے لگے۔ یہاں غض بصر کے حکم پر عمل کریں تو راستہ کیسے چلیں۔ مینے کہا تم نے کبھی انگریز عورتوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ تمہیں دیکھتی ہوں۔ اُس نے کہا نہیں۔ مینے کہا پھر وہ راستہ کیسے چلتی ہیں۔ سب سے پاکیزہ سوسائیٹی جماعت احمدیہ کے ممبروں کی ہے۔ تبلیغ میں نہایت چُست ہیں۔ ہفتہ وار جلسہ کرتے ہیں۔ باری باری ہر ایک ممبر قرآن کریم کا درس دیتا ہے۔ چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی شاندار کوٹھی میں جمعہ ہوتا ہے۔

قابلِ سیر مقامات

انناڈیل۔ شملہ سے ایک میل نیچے ایک خوبصورت وادی ہے۔ یہاں کھیلوں کے میدان ہیں۔ کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، پولو وغیرہ کھیلی جاتی ہیں۔ ستمبر کے آخر میں ڈیورنڈ ٹورنمنٹ بھی یہاں ہوتی ہے۔ جس میں ہندوستان بھر کی اچھی اچھی ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔

جاکھو۔ بندروں کا گھر۔ مَیں جب چھوٹا تھا۔ تو سُنا کرتا تھا۔ کہ جاکھو کی چوٹی پر ایک سادھو نے ہزاروں بندر رکھے ہوئے ہیں۔ باہر کے لوگوں میں شملہ کی یہی چیز زیادہ مشہور ہے۔ مَیں جب پہلی دفعہ شملہ آیا۔ تو سب سے پہلے جاکھو دیکھنے کا شوق ہؤا۔ کسی نے کہا کبھی بندر نہیں دیکھے۔ مینے کہا سُنا ہے ایک سادھو ہے جسکی آواز پر ہزاروں بندر اناج کھانے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ جاکھو شملہ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ شملہ کی بلندی سطح سمندر سے سات ہزار فٹ سے کچھ زیادہ ہے۔ مگر جاکھو آٹھ ہزار تین سَو فٹ بلند ہے۔ یہاں سے اِردگرد کے پہاڑوں کا نظارہ نہایت ہی خوبصورت ہے۔ مجھے تو آفتاب ڈوبنے کا منظر بیحد پسند آیا۔ ان خوبصورت پہاڑوں سے رخصت ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ خون آشام شفق کی رنگینیاں دیر تک دیکھتا رہا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ بلند آواز سے اذان دی۔ اور نماز پڑھی۔

ایک ہندو عورت بندروں کے لئے کچھ اناج لائی تھی اور انہیں ڈال رہی تھی۔ مگر بندروں سے سخت ڈرتی تھی۔ ہمارے ملک کی کیا ساری دُنیا کی اکثر عورتیں عام طور پر بزدل ہوتی ہیں۔ اِس کی وجہ تربیت کا نقص ہے۔

مشوبرہ۔ شملہ سے چھ میل دُور ہے۔ ہم نے کچھ کباب اور ڈبل روٹی ساتھ لی اور مشوبرہ روانہ ہو گئے۔ موسم صاف تھا۔ راستہ میں رنگا رنگ کے پھول بہت لطف دے رہے

تھے۔ میں نے بہت سے پھول اکٹھے کئے۔ یہاں کی ہوا بہت فرحت انگیز تھی۔ راستہ میں کمانڈر انچیف کو دیکھا۔ مشوبرہ میں وائسرائے نے کوٹھی بنائی ہوئی ہے۔ اور اچھے اچھے ہوٹل بھی ہیں۔ ایک ہوٹل میں گئے۔ اُن سے صرف چائے مانگی اور اپنی ڈبل روٹی اور کباب نکالکر ناشتہ کیا۔ واپسی پر بہت بارش ہوئی۔

بھجی یہ شملہ سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں گندھک کے پانی کے چشمے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جلدی امراض کے لئے اِن میں نہانا بہت مفید ہے۔

آبشار چیڈوک۔ دو سو بیس فٹ کی بلندی سے پانی گرتا ہے۔ مون سون کے آخری ایام یعنی ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے شروع میں یہ نظارہ قابلِ دید ہوتا ہے۔

شالی۔ ۹۴۰۰ فٹ بلند ہے۔ مشوبرہ اور سیپی وادی سے ہو کر جاتے ہیں۔ اِس کی چڑھائی بہت سخت ہے۔ یہاں ایک نہایت خوبصورت جھیل ہے۔

(خاکسار عبد الوہاب عمر مقیم شملہ)

مصباح کا چندہ مصباح کے جن خریداروں نے ابھی تک چندہ سالانہ ادا نہیں کیا مہربانی فرماکر بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں تاکہ دوبارہ "وی۔ پی" نہ کرنا پڑے۔

(مینیجر)

زلزلہ کوئٹہ فنڈ
اور
نیروبی کی احمدی خواتین

کوئٹہ میں آفت زدہ لوگوں کے لئے چندہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اپیل اخبار مصباح میں پڑھکر عاجزہ نے بروز یکشنبہ مورخہ ۷ر جولائی سب ممبرات لجنہ اماء اللہ نیروبی کی خدمت میں چندہ کے لئے تحریک کی جس پر سب بہنوں نے دلی اخلاص سے چندہ میں حصہ لیا۔ شیخ غلام فرید صاحب سیکرٹری تبلیغ نے اس تحریک کی کامیابی کے لئے خاص طور پر کوشش فرمائی چندہ دینے والی ممبرات کی فہرست حسبِ ذیل ہے:۔

(۱) نواب بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب سنبٹ یشلنگ ۵
(۲) فاطمہ بیگم " " " عبد الرحمٰن " ۰ ۔ ۵
(۳) سردار بیگم " " " محمد حسین صاحب بٹ مرحوم ۰ ۔ ۲
(۴) غلام بی بی " " " فقیر محمد صاحب ۵۰ ۔ ۳
(۵) امۃ الحمید " " " شیر محمد صاحب بٹ ۰ ۔ ۱
(۶) خورشید بیگم " " " عبد العزیز صاحب ۰ ۔ ۱
(۷) حشمت بیگم " " " ڈاکٹر سلطان علی " ۰ ۔ ۴
(۸) نیاز بیگم " " " ملک احمد حسین صاحب ۰ ۔ ۵
(۹) غلام فاطمہ " " " شیر محمد " ۰ ۔ ۱
(۱۰) مبارکہ بیگم " " " ماسٹر عبد السلام " ۰ ۔ ۲
(۱۱) عاجزہ " مرزا عبد الغنی " ۰ ۔ ۵
(۱۲) راج بیگم صاحبہ " دوست محمد صاحب مرحوم (مرحوم کی یادگار میں) ۳۵

۶۹ ۔ ۵۰

سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبہ ماسٹر محمد اکرام صاحب ہوتے ہم آئے۔ عاجزہ نے بچیوں میں ہمدردی اور ایثار پیدا کرنے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مضمون سُنا کر انہیں تاکید کی۔ کہ روزانہ جیب خرچ کے لیئے جو کچھ انہیں ملتا ہے اس میں سے کچھ سنٹ بچا کر ۔۔۔۔ اس کار خیر میں حصہ لیں جسپر بچیوں نے دلی اخلاص سے اپنے پیسوں میں سے عزیزہ ارشاد بیگم دختر شیر محمد صاحب کے پاس مندرجہ ذیل رقوم جمع کرا دیں جنہے عزیزہ کو اس کام کیواسطے مقرر کیا تھا۔ عزیزہ نے نہایت سرگرمی سے ہر ایک بچی سے سنٹ وصول کئے۔ خواتین دُعا فرماویں کہ خداوند کریم اِن بچیوں کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ بیش از بیش نیکیوں کی توفیق دیتا رہے۔ چندہ دینے والی بچیوں کے نام ذیل درج کرتی ہوں:۔

		سنٹ	شلنگ
(۱) صفیہ بیگم دختر	شیر محمد صاحب۔	۱۰	۔
(۲) صفیہ بیگم	" ماسٹر عبدالسلام صاحب	۲۰	۔ ۰
(۳) آمنہ بیگم	" سیٹھ عثمان صاحب	۲۰	۔ ۰
(۴) سردار بیگم	" فقیر محمد صاحب	۱۰	۔ ۰
(۵) رحمت بیگم	" فقیر محمد صاحب	۱۰	۔ ۰
(۶) رضیہ بیگم	" ڈاکٹر عبداللہ صاحب	۱۰	۔ ۰
(۷) آمین بیگم	" ڈاکٹر عبداللہ صاحب	۱۰	۔ ۰
(۸) صفیہ بیگم	" ڈاکٹر عبداللہ صاحب	۱۰	۔ ۰
(۹) کنیز فاطمہ	" عبدالعزیز صاحب	۵۰	۔ ۰
(۱۰) سمیعہ خانم	" عبدالعزیز صاحب	۲۰	۔ ۰
(۱۱) رضیہ بیگم	" شیر محمد صاحب	۵	۔ ۰
(۱۲) عزیزہ بیگم	" ملک محمد حسین صاحب مرحوم	۲۰	۔ ۰
(۱۳) حفیظہ بیگم	" ملک محمد حسین صاحب مرحوم	۲۰	۔ ۰
(۱۴) سلیمہ بیگم	" ملک احمد حسین صاحب	۲۰	۔ ۰
(۱۵) ارشاد بیگم	" شیر محمد صاحب	۵	۔ ۰
(۱۶) دُرِّ شہوار	" مرزا عبدالغنی صاحب	۱۰	۔ ۰
(۱۷) صفیہ خانم	" محمد حسین صاحب بٹ مرحوم		۔
		۵۰	۔ ۱

(الراقمہ سیدہ عالم اہلیہ مرزا عبدالغنی صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نیروبی (افریقہ))

رپورٹ ہائے لجنات

لجنہ اماء اللہ سہارنپور

سہارنپور کی احمدی خواتین کا دُوسرا جلسہ مورخہ ۱۵- اگست کو بابو محمود الہٰی خان صاحب کے مکان پر اہلیہ صاحبہ شیخ فضل حق صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ طاہرہ خانم صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کے بعد عورتوں پر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانات پر مضمون پڑھا۔ اسکے بعد سعیدہ خاتون صاحبہ نے اَجرائے نبوّت پر علیہ خانم صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے حالات زندگی پر۔ اور راقمہ نے وفات مسیح پر مضامین پڑھے:۔

تیسرا جلسہ یکم ستمبر کو قبلہ امّ شیخ فضل حق صاحب کے مکان پر زیر صدارت مریم بیگم صاحبہ ہوا۔ عطیہ خانم صاحبہ نے تلاوت قرآن شریف کی۔ اِسکے بعد اُنہوں نے اور خاکسارہ نے قربانی اور موجودہ حالات کی نزاکت پر مضامین پڑھے۔ صدر صاحبہ نے حاضرات کو بچوں کے لئے صحیح اسلامی تربیت کی ضرورت کیطرف متوجہ کیا۔ دونوں جلسوں میں غیر احمدی بہنیں بھی تشریف لائیں اور اچھا اثر لیکر گئیں:۔

خاکسارہ احمدی بیگم احمدی بنت شیخ فضل حق صاحب سہارنپور

لجنہ اماء اللہ سرگودھا

یُوں تو سرگودھا میں خدا کے فضل سے کافی عرصہ سے لجنہ اماء اللہ قائم ہے۔ اور کام بفضل تعالیٰ اچھا ہوتا رہا ہے۔ مگر گذشتہ چند ماہ کام نہ ہوا۔ کیونکہ یہاں کی کارکنان کا اکثر حصہ طالبات کا ہے۔ جو کچھ تو حصول تعلیم کے لئے باہر چلا گیا۔ اور کچھ... امتحان کی مجبوری کی وجہ سے کام نہ کر سکا! اور جو باقی کارکن تھیں وہ بھی بعض ضروری امور کیوجہ سے باہر چلی گئیں۔ مگر باوجود اِن حالات کے چندہ باقاعدہ جمع ہوتا رہا۔ اب خدا کے فضل سے جب سے عاجزہ اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر یہاں آگئی ہے۔ پھر باقاعدہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اب ہفتہ وار اجلاس ہوتا ہے۔ قادیان سے شائع شدہ ٹریکٹ پڑھ کر سُنائے جانے کے علاوہ باری باری مختلف مسائل پر ہر ہفتہ ایک مضمون سُنایا جاتا ہے ؛

آج مورخہ ۶ ستمبر بعد از نماز جمعہ برمکان بھائی عبدالجبار صاحب لجنہ اماءُ اللہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے اہلیہ صاحبہ مولوی محمد عبداللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سرگودھا نے تلاوت قرآن شریف کی۔ بعد ازاں اہلیہ بھائی عبدالجبار صاحب و ہمشیرہ ام غلام حفضہ صاحبہ نے نظم پڑھی۔ پھر میری چھوٹی بہن مبارکہ بیگم نے صداقتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مضمون پڑھا

اِسکے بعد عاجزہ نے شہادت القرآن سے ایک عبارت پڑھی۔ اور ساتھ ساتھ آسان زبان میں حاضرات کو جن میں سے بعض سمجھ نہ سکتی تھیں سمجھاتی گئی۔ ساڑھے چار بجے جلسہ ختم ہوا ؛

(الراقمہ روشن بخت بنت حافظ عبدالعلی صاحب وکیل سرگودھا)

لجنہ اماءُ اللہ دہلی

خدا کے فضل و کرم سے لجنہ اماءُ اللہ دہلی کے اجلاس باقاعدہ ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ گیارہ اگست کا جلسہ برمکان بابو اعجاز حسین صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ دہلی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظموں کے بعد سیکرٹری صاحبہ نے الحکم میں سے سیرت المہدی کا ایک ورق سُنایا۔ پھر خاکسارہ نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور ہمارے فرائض پر ایک مضمون پڑھا۔ اسکے بعد سیکرٹری مال صاحبہ نے سورۃ فاتحہ کی تشریح نہایت احسن طریق سے کی جس کا سامعین پر گہرا اثر ہوا۔ اسکے بعد لیاقت النسا بیگم صاحبہ نے مخالفت سے ہرگز نہ گھبرانا چاہیئے۔ کے عنوان کا مضمون سُنایا۔ جو نہایت پُر اثر تھا۔ بعدہٗ محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے ایک مضمون پڑھا جس میں حاضرات پر واضح کیا کہ ایمان کے بعد آزمائش لابدی چیز ہے۔ مضمون نہایت پُرجوش تھا۔ دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور صاحب خانہ نے چائے کی دعوت دی ؛ (مبارکہ سلطان بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماءُ اللہ دہلی)

لجنہ اماء اللہ ناسنور

آج مورخہ ۳۰۔ اگست ۱۹۳۵ء لجنہ اماء اللہ ناسنور کشمیر کا ایک خاص جلسہ زیر صدارت مریم بیگم صاحبہ بنت خواجہ عبد الرحمان صاحب ڈار منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم صاحبہ بیگم صاحبہ بنت غلام رسول صاحب ڈار نے کی۔ اسکے بعد دُرِ ثمین کی ایک نظم محمودہ بیگم صاحبہ بنت عبد السلام صاحب ڈار و حمیدہ بیگم صاحبہ بنت قطب الدین صاحب نے پڑھی۔ پھر حمیدہ بیگم صاحبہ بنت عبد الرحمان صاحب ڈار نے وفات مسیح ناصری کے متعلق قرآنی آیات اور حدیثیں بیان کیں۔ اسکے بعد صدر صاحبہ نے آخری تقریر کی۔ آپنے اسبات پر اظہار افسوس کیا کہ جن بہنوں کو ہمنے پہلے اجلاس میں عہدہ دار منتخب کرکے اُن کے فرائض سمجھائے تھے۔ انہوں نے اپنے فرائض ادا نہیں کئے۔ اور شکایت کی کہ قابل بہنیں لجنہ کے کام میں ہماری مدد نہیں کرتیں۔ احمدی کہلانیوالی بہنوں کو پورے طور پر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ نام کی مسلمان کہلانیوالیاں نہیں ہیں بلکہ وہ رسول کریمؐ کی امت کے اُس فرقہ میں شامل ہونے کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ جو اس آخری زمانہ میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی پیرو اور رسول کریمؐ کے صحابہ کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ بہنوں کی سب سے بڑی امداد یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ایک جگہ پر خواتین ۱۵ یوم کے بعد جمع ہو جایا کریں۔ اور جیسا کہ پہلے اجلاس میں عرض کر چکی ہوں۔ چندہ کیطرف توجہ نہایت ضروری ہے۔ آج سب بہنیں جو حاضر ہیں چندہ مقرر

وصیتیں

نمبر ۴۲۷۰: منکہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ زوجہ ملک نصر اللہ خان صاحب قوم ککے زئی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کمپالہ یوگنڈا افریقہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷-۳-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائے گی۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

حق مہر مبلغ ۔/۵۰۰ روپیہ جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ والسلام

گواہ شد:۔ نصر اللہ خاں خاوند موصیہ ۱۷-۳-۳۵

العبد:۔ امۃ الحفیظ بیگم بقلم خود۔ ۱۷-۳-۳۵

گواہ شد:۔ فضل الدین احمدی ویٹرنری آفیسر یوگنڈا ۱۷-۳-۳۵ گواہ شد:۔ محمد حیات احمدی ۱۷-۳-۳۵

نمبر ۴۲۸۰: منکہ امۃ الحلیم زوجہ مولوی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ قوم سید عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان ہے۔ کہ جو شخص باقاعدہ طور پر تین ماہ تک چندہ ادا نہیں کرتا۔ وہ حضورؑ کی جماعت میں سے نہیں ہے۔ (سیکرٹری)

مہر بذمہ خاوند مبلغ یکصد روپیہ۔ زیورات قیمتی مبلغ یکصد روپیہ۔ ان کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں میں وصیت کرتی ہوں کہ اس کا ۱/۵ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردونگی۔ میری وفات پر اگر کوئی اِس کے علاوہ میرا متروکہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ؛

گواہ شد:۔ چوہدری محمد شریف مولوی فاضل کاتب الحروف ۵/۳۴/۱۱ ؛ العبد:۔ امۃ الحلیم بقلم خود ۵/۳۴/۱۱ گواہ شد:۔ محمد حسین احمدی مبلغ خاوند موصیہ بقلم خود محلہ دارالرحمت قادیان ۵/۳۴/۱۱ ؛

۳۹۵۶ :۔ منکہ آمنہ بی بی زوجہ ڈاکٹر محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن قوم آرائیں عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سخی سرور ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع ڈیرہ غازیخاں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۵/۳۴/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اسوقت حق مہر مبلغ سات سو روپیہ جو تا حال میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اور زیور نقرئی وطلائی قیمتی تقریباً سات سو روپیہ کا ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ اس جائیداد کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا دیجائیگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اُسکے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ؛

گواہ شد:۔ محمد الدین بقلم خود سب اسسٹنٹ سرجن حال وارد قادیان ۵/۳۴/۲۰ ؛

العبد:۔ آمنہ بی بی ۵/۳۴/۲۰ ؛

گواہ شد:۔ محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان ۵/۳۴/۲۰

۴۲۵۷ :۔ منکہ امۃ الرحمٰن زوجہ منشی عطاء الرحمٰن صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر سترہ سال تاریخ بیعت ۲۸۔ دسمبر ۱۹۳۲ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۴/۱۰ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ہو۔ اُس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد صرف تین صد روپیہ مہر ہے جو میرے شوہر کے ذمہ ہے ؛

گواہ شد:۔ عبد اللطیف گوبکی مہتمم دار الشیوخ قادیان ؛ العبد:۔ امۃ الرحمٰن بقلم خود ۱۲/۳۴/۱۰ ؛ گواہ شد:۔ عطاء الرحمٰن بقلم خود خاوند موصیہ کلرک نظارت تعلیم وتربیت قادیان ؛

۱۲۸۷ :۔ منکہ امیر بی بی بیوہ مولوی عبد السلام صاحب مرحوم راجپوت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن کاٹھ گڑھ ڈاک خانہ خاص تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۴/۴/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد زیور وغیرہ مالیتی دو صد روپیہ ہے۔ مَیں اِس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت اسوقت کی جائیداد سے کوئی زاید جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر مَیں کوئی رقم منجملہ حصہ جائیداد وصیت کردہ سے جو مذکور ہے۔ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرونگی۔ تو اس کی رسید لونگی جو اصل رقم مذکورہ وصیت کردہ سے منہا تصور ہو گی ؛

گواہ شد :۔ عبد الرحیم خاں پسر موصیہ بقلم خود۔ العبد :۔ امیر بی بی بقلم خود ۲۴/۴/۳۴ ؛ گواہ شد :۔ عبد المنان امیر جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ بقلم خود ؛

۳۳۱۶ :۔ منکہ فاطمہ بنت محمد حسن صاحب قوم آخون بنی اسرائیل کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی موضع کوریل متصل ناسنور ڈاکخانہ شوپیاں تحصیل کولگام سرینگر کشمیر۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۷/۹/۳۴ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری موجودہ جائیداد کچھ نہیں۔ میری ماہوار تنخواہ مبلغ ۲۲/۱۲ ہے۔ جس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور مَیں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا آٹھواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتی رہونگی۔ اور بصورت ترقی تنخواہ مذکورۃ الصدر شرح سے حصہ وصیت داخل خزانہ کیا کرونگی۔ اور بوقت وفات جسقدر میری جائیداد ہو گی۔ اُسکے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر مَیں کوئی رقم ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرونگی۔ تو اس قدر رقم اسکی قیمت سے منہا کر دیجائیگی ؛

گواہ شد :۔ عبد الرحمٰن برادر موصیہ ۲۷/۹/۳۴ ؛ العبد :۔ بقلم خود فاطمہ دختر معلمہ گرل سکول ناسنور ۲۷/۹/۳۴ گواہ شد :۔ عبد الواحد مبلغ کشمیر برادر موصیہ ۲۷/۹/۳۴

اعلان

انعامی معمہ جو ۱۵ ر اگست کے مصباح میں شایع ہوا تھا۔ اُس کے متعلق جسقدر جوابات موصول ہوئے سب کے سب غلط تھے۔ ایک خاتون کے جواب میں سب سے کم (صرف دو) غلطیاں تھیں۔ مگر چونکہ انہوں نے شرط نمبر اول پر عمل نہیں کیا۔ اسلئے اُس جواب پر غور نہیں کیا گیا ؛ والسّلام

(خاکسار شیخ ایف رحیم۔ قادیان)

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا ؛

۱۶ صفحہ کا ماہوار رسالہ "تاجدار اسلام" نہایت دلکش جس میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام درج ہوگا ۲ [illegible] سالانہ [illegible] صاحب [illegible] سے طلب کر لیں ؛